OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

Al-Qamar, Volume 5, Issue 4 (October-December 2022)

بریگیڈ ئیر (ر) پروفیسر ڈاکٹر وحید الزماں طارق بحیثیت اقبال شناس
Brigadier (R) Professor Dr. Waheed-ul-Zaman Tariq as Iqbal's Expert

Farzana Yasmeen
Doctoral Candidate Urdu, Minhaj University, Lahore

Abstract

Brig (R) Professor Dr. Waheed-ul-Zaman Tariq is primarily a physician. Due to his God gifted abilities and struggle, he reached to the rank of Brigadier in Pakistan Army. He belongs to an educated family. Hence his devotion to knowledge, literature, Iqbal and Iqbaliyat is included in his leaven. He is a devoted devotee of Iqbal. His name is proudly included in the list of Iqbal's Scholars at inland and abroad. He is the uncrowned king of eloquence. An era has been convinced by his eloquence. He is a shining star of contemporary literature. His personality is a beautiful combination of sword and pen. His writing on Iqbaliyat has given him lasting fame. He is playing a wonderful and historical role in transmitting the thoughts of Iqbal to the new generation.

Keywords: Devotion, Iqbal's Scholar, Leaven, Shining star, God gifted abilities

تمہید

بریگیڈ ئیر (ر) پروفیسر ڈاکٹر وحید الزماں طارق عصر حاضر میں ایک اقبال شناس، محافظِ اقبال اور مبلغ اقبال کا درجہ رکھتے ہیں وہ ایک دانش ور، مفکر، ادب کے شہسوار، شعلہ نوا مقرر، علم و آگہی کے علمبر دار، فارسی ادب کے سخن شناس اور فہم شناس ہیں۔ ایک ہی شخص میں رعنائی افکار کے بہت سارے رنگ موجود ہیں۔ ان کی شخصیت سیف و قلم کا حسین امتزاج ہے۔ اقبالیات پر قلم فرسائی نے انہیں شہرت دوام عطا کی ہے اور اقبال شناسوں کے لیے ان کا نام ایک سپہ سالار کی حیثیت رکھتا ہے۔ ان کے اشہب قلم کی جولانی، تخیل کی اڑان اور وسعت مطالعہ کا احاطہ کرنا چند روز کا کام نہیں بلکہ اس کے لیے ایک طویل وقت درکار

CC BY

ہے وہ 1954ء میں گجرات کے ایک ادبی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ وحید الزماں طارق کو دو حوالوں سے ڈاکٹر ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ انہوں نے 1979ء میں ایم بی بی ایس کر کے میڈیکل کے شعبہ میں اپنی منفرد شناخت قائم کی۔ اور 1985ء میں فارسی زبان وادب میں پی ایچ ڈی کر کے ادبی دنیا کو حیران کر دیا۔ انہوں نے کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور سے ایم بی بی ایس کی ڈگری حاصل کی جبکہ پنجاب یونیورسٹی لاہور سے پی ایچ ڈی کی ڈگری لی۔ انہوں نے آرمڈ فورسز پوسٹ گریجوایٹ انسٹی ٹیوٹ سے 1982ء میں گریڈنگ ان پتھالوجی، 1983ء میں کلینیکل پتھالوجی، 1985ء میں کالج آف فزیشنز اینڈ سرجنز پاکستان سے ایف سی پی ایس اٹامک پتھالوجی مکمل کی۔ 1986ء میں ڈی پی بیکٹیریورولوجی، یونیورسٹی آف مانچسٹر سے 1988ء میں ایم آر سی پی میڈیکل وائرولوجی، کالج آف پتھالوجسٹ لندن سے 1998ء میں ایف آر سی پی وائرولوجی اور 2000ء میں رائل کالج آف فزیشنز ایڈنبرگ سے ایف آر سی پی ای مکمل کیے۔[1]

21 جون 1980ء سے 17 مارچ 2009ء تک پاکستان آرمی کی میڈیکل کور میں دکھی انسانیت کے لیے اپنی طبی خدمات انجام دیتے رہے اور بریگیڈیئر کے عہدے سے ریٹائرڈ ہوئے وہ نہ صرف پاکستان بلکہ بیرون ممالک میں بھی اپنی پیشہ ورانہ مہارتوں کا مظاہرہ کرتے رہے خاص طور پر صومالیہ، لائبیریا، سیرالیون، برطانیہ، امریکہ، سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات میں ان کی خدمات قابلِ ذکر ہیں۔ وہ میڈیکل ٹیچنگ انڈر گریجوایٹ اور پوسٹ گریجوایٹ کو پڑھانے کا 38 سالہ تجربہ رکھتے ہیں۔ وزارت صحت حکومت پاکستان نے بھی ان کی طبی صلاحیتوں سے بھرپور فائدہ اٹھایا۔ وہ بحیثیت مشیر، بحیثیت ممبر وزیر اعظم ہیپاٹائٹس پروگرام رہے وہ پاکستان نیشنل سائنس فاؤنڈیشن کے ممبر بورڈ آف گورنر بھی رہے۔ تحقیق اور تخلیق کی خصوصیات انہیں ورثے میں ملی ہیں، ان کی متعدد کتب منظر عام پر آچکی ہیں اور ان کے 150 سے زائد تحقیقی مقالات ریسرچ جرنلز کی زینت بن چکے ہیں۔ وہ فارسی زبان وادب کے حوالے سے ایک قد آور شخصیت ہیں اور اقبال سے عقیدت و محبت کا اظہار کرتے ہوئے ان کے فارسی کلام کو موضوع بحث بناتے ہیں۔ انہیں اقبال کا سارا فارسی کلام ازبر ہے اور وہ اقبال شناسی کے اس لازوال علمی سرمائے کو نوجوان نسل تک منتقل کرنے کے لیے سرگرم عمل ہیں اس مقصد کے لیے انہوں نے "مجلس قلندران اقبال" کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا ہے جہاں وہ اقبال کے فارسی کلام پر سینکڑوں لیکچر دے چکے ہیں۔ اس کے علاوہ متعدد یونیورسٹیاں بھی انہیں مدعو کرتی رہتی ہیں جہاں وہ نوجوان نسل کے لیے کلام اقبال و افکار اقبال کے حوالے سے اپنے معجزہ ہنر سے مشکل موضوعات کی گتھیاں آسانی سے سلجھا دیتے ہیں۔ علامہ اقبال کے اس وقت وہ بہترین مفسر ہیں۔ اگرچہ اقبال کے فکر و فن اور ان کے کلام و نظریات پر بے شمار کتب منظر عام پر آچکی ہیں مگر ان میں سے چند کتب ہی ایسی ہوتی ہیں جنہیں بھرپور ادبی پذیرائی ملتی ہے اور جو اقبالی ادب کے معیار پر پورا اترتی ہیں۔ بریگیڈیئر وحید الزماں طارق کی اقبال شناسی کے حوالے سے لکھی گئی کتب فکر اقبال کو اجاگر کرنے کی بہترین کاوش ہیں۔ انہوں نے اپنے سادہ اور عام فہم اسلوب بیان کی بدولت افکار اقبال کو سمجھنے میں بے حد سہولت پیدا کی ہے اور اہم موضوعات کے سلسلے میں مکمل رہنمائی فراہم کی ہے۔ ڈاکٹر محمد رمضان اس حوالے سے یوں رقم طراز ہوتے ہیں:

> "ڈاکٹر وحید الزماں طارق کا اسلوب جہاں سادہ ہے وہاں انکا ایک ایک لفظ درد میں ڈوبا ہوا ہے۔ وہ مشکل سے مشکل موضوعات کی گتھیاں آسانی سے سلجھا دیتے ہیں۔ فکر آشیاں کی بجائے ہر جگہ فکر چمن جلوہ گر ہے نوجوان نسل کو اقبال کے پیغام سے آگاہی دلانے کا فریضہ بڑی دیانتداری سے انجام دے رہے ہیں۔"[2]

ان کی اقبال پر لکھی گئی تصانیف کے نام یہ ہیں۔ "اہل فارس کی فکری و عملی میراث اور علامہ اقبال"، "عقابی روح"، "Iqbal and the Sages of the East" اور "اقبال: نقش ہائے ہفت رنگ"۔

"اہل فارس کی فکری و عملی میراث اور علامہ اقبال"

علامہ اقبال کی فکر ہمہ جہت و ہمہ گیر ہے اور کلام اقبال کی خاصیت یہ ہے کہ اس میں گہرائی اور گیرائی دونوں موجود ہیں۔ اقبال کے افکار و نظریات ہر خطے اور ہر دور کے لیے ہیں۔ "اہل فارس کی فکری و عملی میراث اور علامہ اقبال" بریگیڈیئر وحید الزماں طارق کی تصنیف ہے۔ اس کی پہلی اشاعت 2008ء میں "فکر عجم" کے نام سے ہوئی تھی۔ دوسری اشاعت 2015ء میں اور تیسری اشاعت اپریل 2018ء میں ہوئی۔ یہ کتاب ان معروضات اور حقائق پر مشتمل ہے جن کا ادراک مصنف کا کلام اقبال سمجھنے کے دوران ہوا۔ اس کتاب میں آریائی اقوام کے مزاج اور نفسیاتی کیفیت کی بھی عکاسی کی ہے۔ ایران کی سلطنت، قدیم مذاہب، ایران کی تہذیب و تمدن، عرب و عجم کے امتیازات، ایران میں اسلامی تعلیمات کا فروغ، علامہ محمد اقبال کی شاعری اور نظریات پر اہل فارس کے اثرات کا جائزہ لیا ہے بریگیڈیئر وحید الزماں طارق نے ڈاکٹر اسرار احمد کے ایما پر اپنے خیالات کو یکجا اور قلمبند کیا اور فکر اقبال کے وہ پہلو بھی اجاگر کرنے کی کوشش کی جو فارسی علوم اور حالاتِ عجم سے طویل چشم پوشی کے نتیجے میں اکثر لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل تھے۔ یہ کتاب بارہ ابواب اور چار بڑے حصوں پر مشتمل ہے۔

پہلا حصہ اسلام سے قبل قدیم ایرانی تہذیب و تاریخ، دوسرا حصہ اسلام کی آمد کے بعد ایرانی تہذیب پر اس کے اثرات، تیسرا حصہ ظہور اسلام کے بعد ایران میں مذہبی تبدیلی و اثرات اور چوتھا حصہ علامہ اقبال اور ایران کا اسلامی انقلاب ہے۔

بریگیڈیئر وحید الزماں طارق نے ہر موضوع کو جزوی تفصیلات کے ساتھ بیان کیا ہے۔ "اہل فارس کی فکری و عملی میراث اور علامہ اقبال" کے پہلے حصے میں فارس کی تاریخ و تہذیب اور اس موضوع پر جس قدر گہرائی سے انھوں نے قلم اٹھایا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ کیونکہ قدیم فارس کی تاریخ پر اگرچہ کچھ اور مصنفین نے بھی کتابیں لکھی ہیں مگر قدیم فارس کی تہذیب، تاریخ، زرتشتی مذہب کی تعلیم، قدیم ادبی روایات، آریائی اور سامی اقوام کی جنگجویانہ خصوصیات، جغرافیہ اور دیگر مختلف موضوعات، جن کا بالواسطہ یا بلاواسطہ تعلق اقبال یا فکر اقبال سے ہو، ایسی مفصل معلومات دوسری کتب میں نظر نہیں آتیں۔

کتاب کے دوسرے حصے میں ایران کے اندر مختلف سماجی تبدیلیوں کا مفصل بیان ہے کیونکہ قدیم تہذیب کے ساتھ ہی معاشی و معاشرتی، مذہبی و سیاسی تبدیلیوں کا آغاز ہو گیا تھا۔ وحید الزماں طارق اس حوالے سے یوں بیان کرتے ہیں:

> "وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ زرتشت میں دو خداؤں کا تصور آ گیا۔ "یزدان اور اہرمن"، مذہبی کتاب "اوستا" تھی۔ اس میں بھی تحریف ہوتی گئی اور پھر آگ اور سورج کو روشنی اور نور کے ذرائع سمجھ کر ان کی پرستش کی جانے لگی۔"[3]

نیکی اور بدی کی ایک مستقل اور نہ ختم ہونے والی جنگ بھی روئے زمین کے ہر خطے کی طرح ایران کی سرزمین پر جاری رہی ہے جس کو اقبال نے یوں بیان کیا ہے۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغِ مصطفویؐ سے شرارِ بولہبی[4]

تیسری صدی میں ایران کی سرزمین پر "مانی" کا ظہور ہوا جس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور ترک دنیا کے تصورات پیش کیے، بعد میں یہی تصورات صوفیانہ عقائد کی بنیاد بن گئے۔

امام ابو حنیفہ، رازی، غزالی، حافظ، سعدی، رومی، سنائی، عطار، جلال الدین تبریزی جیسے باعمل صوفیا کا تعلق بھی اسی سرزمین سے تھا۔ اسلام اور اسلامی اقدار کی برتری کے حوالے سے کرنل غلام سرور یوں رقم طراز ہوتے ہیں:

جب اسلامی تہذیب ایرانی اور رومی تہذیب سے ٹکرائی تو اسلامی تہذیب اپنی جامعیت اور اکملیت کی وجہ سے ایرانی اور رومی تہذیبوں پر غالب آگئی۔"[5]

کتاب کے تیسرے حصے میں مصنف نے برِصغیر میں ایرانی اثرات کا ذکر کیا ہے۔ برصغیر پر ایرانی اثرات محمد بن قاسم کے سندھ پر کیے گئے حملے سے شروع ہوئے۔ پھر محمود غزنوی کی فتوحات کا سلسلہ شروع ہوا۔ حضرت علی ہجویری کی "کشف المحجوب" بھی فارسی زبان میں تصوف کی پہلی کتاب ہے۔ پھر برصغیر میں غوری، تغلق، لودھی، مغل خاندان حکومت کرتے رہے، انہوں نے فارسی زبان و ادب کو ترویج دی۔ ادھر ایران میں قاچاری خاندان برسرِ اقتدار آگیا اور ایرانی سلطنت ایک بار پھر طوائف الملوکی کی زد میں آگئی۔ قاچاری عہد میں ہی ایران میں علمائے کرام کی اصلاحی تحریکوں کی بدولت بیداری کی لہر پیدا ہوئی۔ علامہ محمد اسد اور سید جمال الدین افغانی صاحب بصیرت اور بیدار مغز مفکرین اسلام تھے۔ ایرانی معاشرے میں اسلامی اور اصلاحی تبدیلیاں پیدا کرنے والے ڈاکٹر علی شریعتی ایک دانشور اور عالم دین تھے۔ اقبال اور علی شریعتی کے افکار و خیالات میں بڑی مماثلت پائی جاتی ہے۔ سید جمال الدین افغانی نے اسلام کو مذہب اور سیاست کا مضبوط قلعہ قرار دیا۔ جمال الدین افغانی کے بموجب:

"اسلام ایک جدید سائنسی مذہب ہے جو تحرک، سعی و عمل، وفاداری اور عزم و ہمت سے عبارت ہے۔ یہ ترقی و تعمیر کا مذہب ہے اور بد دیانتی کا قلع قمع کرتا ہے۔"[6]

کتاب کے چوتھے حصے میں بریگیڈیئر وحید الزماں طارق نے علامہ اقبال کی ایران اور فارسی ادب کے ساتھ گہری وابستگی کو مفصل انداز سے بیان کیا ہے۔ ایران کے اسلامی انقلاب میں اقبال کی شاعری اور ان کے افکار کا بڑا کردار ہے۔ اقبال کے کلام کی بدولت ایرانیوں کی سوچ میں بڑی مثبت تبدیلی آئی۔ اور فکری اور معنوی اعتبار سے ایک انقلاب رونما ہوا۔ اقبال کی سوچ پر مولانا روم کے فلسفہ ایمانی کی گہری چھاپ تھی۔ مشہد یونیورسٹی ایران کے وائس چانسلر جلال متینی نے افکار اقبال اور ایرانی انقلاب کے حوالے سے اپنے خیالات کا اظہار یوں کیا ہے:

"اقبال نے ایران اور پاکستان میں رابطے کی ایک مضبوط کڑی کا کردار ادا کیا ہے۔ اقبال کے علاوہ عصر حاضر میں کسی بھی شخص کو ایران کے فلسفہ کا ایک تقابلی، ارتقائی اور تنقیدی جائزہ پیش کرنے کا خیال نہیں آیا۔ گویا اقبال نے اپنے مقالہ سے عجم کی آنکھیں کھول کر رکھ دیں۔"[7]

اسلام کی حقانیت اور آفاقیت کا پرچار اور اسلامی افکار کی تبلیغ اقبال کی زندگی کا نصب العین تھا ایران کی تہذیب و تاریخ، ایرانی شعراء کے فارسی کلام کے اثرات اور فارس کی فتح اور ایران میں اسلامی انقلاب، ان تمام کا پس منظر اور حالات و واقعات بریگیڈیئر وحید الزماں طارق نے جامع اور مفصل انداز سے بیان کرکے اس کتاب کی اہمیت اور قدر و قیمت میں بے پناہ اضافہ کیا ہے۔

"عقابی روح"

بریگیڈیئر وحید الزماں طارق کی اقبال شناسی کے حوالے سے ایک اور تصنیف "عقابی روح" ہے۔ انہوں نے اپنی زندگی کے 38 سال عسکری شعبے میں طبی خدمات انجام دیں۔ اقبال کے کلام اور ان کے نظریات سے آپ گہری عقیدت رکھتے ہیں۔ اقبال اپنی قوم کے نوجوانوں میں شاہینی فطرت پیدا کرنے کے متمنی تھے اسی لیے ان کے کلام میں تحرک، سعیِ پیہم، سخت کوشی اور جہدِ

مسلسل کا درس ملتا ہے۔ اقبال کے انہی پیغامات سے متاثر ہو کر وحید الزماں طارق نے "عقابی روح" کے نام سے کتاب لکھی اس کتاب کو مرتب کرنے میں کچھ اور عسکری شخصیات نے بھی ان کی معاونت کی۔ جن میں بریگیڈیئر سید آصف حسین، کرنل زاہد علی شاہ، لیفٹیننٹ کرنل محمد اطہر قیوم، ایل ڈی سی محمد اعظم شاہین اور ذیشان احسان (آئی ٹی برانچ) شامل ہیں۔ اس کتاب کو 2020ء میں گیریژن ایجوکیشنل سسٹم لاہور نے شائع کیا ہے۔

انہوں نے یہ کتاب عسکری نوجوانوں کا مورال بلند کرنے کی غرض وغایت سے لکھی ہے تاکہ ان میں خود اعتمادی، خود انحصاری، حصول مقصد کی لگن، صداقت، شجاعت، بلند نگاہی، بلند پروازی اور دنیا کی امامت کی صفات پیدا ہو سکیں۔ ان کے اندر عقابی روح بیدار ہو اور ان کی منزل نیلگوں آسماں کی وسعتیں ہوں، محنت ومشقت ان کا اوڑھنا بچھونا ہو اور ہر وقت پر دم رہنا ان کی فطرت کا خاصہ ہو۔ اقبال کے اشعار نوجوانوں کے عزم وحوصلہ اور ان کی خودی کو فولاد کی طرح مضبوط اور توانا کرنے کے لیے مہمیز کا کام دیتے ہیں۔ اقبال نے فرمایا:

اس قوم کو شمشیر کی حاجت نہیں رہتی!
ہو جس کے جوانوں کی خودی صورت فولاد[8]

جس قوم کے نوجوان سخت محنت ومشقت اور یقین کی گہرائی اور ذوق طلب کو اپنی زندگیوں کا شیوہ بنالیں تو وہ اقوام عالم کی مسابقت میں ہمیشہ کامیاب ٹھہرتی ہیں۔ اقبال جمود کے خلاف تھے، وحید الزماں نے بھی اپنی قوم کو اقبال کا یہی پیغام پہنچایا ہے اور انہیں بلندئ افکار اور سر فرازی کا درس دیا ہے تاکہ وہ استحکام خودی کی بدولت شمشیر وسناں اور مہلک اسلحے کی محتاج نہ رہے۔ اقبال نے یوں فرمایا:

خون دل وجگر سے ہے سرمایہ حیات!!
فطرت لہو ترنگ ہے، غافل نہ جل ترنگ[9]

بریگیڈیئر وحید الزماں طارق نے قوم کو اقبال کے پیغام سے روشناس کیا ہے کیونکہ اقبال نے اپنی تمام تر توقعات نوجوانان ملت سے وابستہ کر رکھی تھیں اور وہ ان کی تعلیم وتدریس اور تحقیق وجستجو پر توجہ مبذول کر کے ان میں قوت تخلیق اور لذت ایجاد کی خوبیاں پیدا کرنا چاہتے تھے۔ انہوں نے نوجوانوں کو آئندہ کے روشن مستقبل کی امید دلائی۔ حرکت کو علامہ زندگی کی روح سمجھتے تھے اور حرکت کی برکتیں شاہین کی زندگی میں دیکھ کر وہی عزم بلند اور ہمت پرواز اپنی قوم میں دیکھنا چاہتے تھے۔ اقبال نے اس ابدی اور لازوال حقیقت کو یوں واضح کیا۔

"برہنہ سر ہے تو عزم بلند پیدا کر
یہاں فقط سر شاہیں کے واسطے ہے کلاہ۔"[10]

سید سلیمان ندوی، اقبال کے ہم عصر تھے اور ان کے مخلص دوستوں میں بھی شامل تھے اقبال کے ساتھ ان کی خط وکتابت بھی عالمانہ اور محققانہ نوعیت کی ہوتی تھی۔ انہوں نے اقبال کے تصور شاہین اور عقابی روح کے حوالے سے اپنے خیالات کا اظہار یوں کیا ہے:

> "اقبال کی شاعری میں جذبات کا سراب نہیں، بلکہ عقل وحکمت کا سرچشمہ ہے۔ ان کا تصور شاہین قوم کے لیے حرکت زندگی کا مقصد اولیٰ ہے وہ اس خود دار پرندے کی صفات کو قوم میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ شاہین، اقبال کی دور رس نگاہوں میں محض شکاری پرندہ نہیں بلکہ اپنی سادگی، خودداری، محنت، شجاعت، استقلال اور آزادی کی روح کا مالک حیوانی رہنما ہے۔"[11]

بریگیڈیئر وحید الزماں طارق نے لکھا ہے کہ اقبال نے اپنے کلام اور اپنے مختلف افکار کے ذریعے اپنی غلام اور محکوم قوم کو اس قعرِ مذلت سے نکالنے اور غلامی کی آہنی کڑیوں سے آزاد کرانے کے لیے ان کے اندر عقابی روح پیدا کی تاکہ وہ ہر طرح کی مشکلات سے ٹکرا جائیں اور عزم بلند، اندیشۂ افلاکی، بے خطر دل اور بے باک روح کی بدولت دشمن اقوام کا مقابلہ کر کے اپنے بلند نصب العین کے حصول کو ممکن بنائیں۔ اور اپنا کھویا ہوا مقام پھر سے حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔

"Iqbal and the Sages of the East"

بریگیڈیئر وحید الزماں طارق نے "Iqbal and the Sages of the East" کے نام سے انگریزی میں ضخیم کتاب لکھی ہے س کے 17 ابواب ہیں اور یہ 640 صفحات پر مشتمل ہے۔ ایوان علم و ادب لاہور نے اسے مئی 2020ء میں شائع کیا۔
انگریزی میں کتاب لکھنے کا مقصد اول تو یہ تھا کہ آج کی نوجوان نسل انگریزی میں دلچسپی رکھتی ہے۔ دوم، اقبال کے لیکچرز چونکہ انگریزی میں ہیں لہٰذا مصنف نے ان کے لیکچرز کے سیاق و سباق کو سمجھتے ہوئے اس کتاب کو انگریزی میں لکھا۔ سوم، اس کتاب کو انگریزی میں لکھنے کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ مصنف کے خیال میں اقبال کے دیئے گئے لیکچرز کو بھلا دیا جائے گا اور یہ خیال 2014ء میں ایک ملاقات میں ڈاکٹر جاوید اقبال نے ظاہر کیا۔ وحید الزمان نے ڈاکٹر جاوید اقبال کی خواہش کو پورا کرنے کا وعدہ کیا اور بعد ازاں یہ کتاب انگریزی میں لکھ کر ان کے ساتھ کئے گئے وعدے کو پورا کیا۔
اس کتاب کے پہلے باب میں مصنف نے اس کا "تعارف" لکھا ہے اور بتایا ہے کہ مشرق کے صوفیا خصوصاً فارسی زبان و ادب کے حامل وہ مشرقی صوفیا جن کی شاعری، فلسفے اور زندگی کے دیگر واقعات نے اقبال کے خیالات اور شاعری پر اثرات مرتب کیے۔
دوسرا باب "میری ابتدائی زندگی پر افکار اقبال کے اثرات" ہے جس میں وحید الزماں طارق نے بتایا ہے کہ انہیں بچپن سے ہی اقبال کے اشعار سے گہری عقیدت تھی اور اس میں ان کے استاد خواجہ عبد الحمید عرفانی کا کردار سب سے زیادہ ہے۔ ان سے ہی انہوں نے فارسی زبان بھی سیکھی۔
تیسرا باب "مانی" ہے۔ یہ تیسری صدی عیسوی کا ایک ایرانی فلسفی تھا۔ ایران کی تاریخ میں زرتشت کے بعد دوسرا مذہب مانویت تھا۔ جس کے بارے میں وحید الزماں طارق نے یوں لکھا ہے:

"مانی، ایک قدیم ایرانی فلسفی، جس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور اس نے ترک دنیا کے تصورات پیش کیے،
یہی تصورات بعد میں عجمی صوفیانہ عقائد کی بنیاد بن گئے۔"[12]

چوتھا باب "زندیق" ہے۔ اقبال نے اپنے حقیقت پسندانہ انداز میں بتایا ہے کہ حقیقی اسلام کیا ہے؟ وحید الزماں نے اقبال کے فلسفہ حیات کی روشنی میں ہی وضاحت کی ہے کہ انسان کے دل میں عشق حقیقی کی تڑپ موجود ہو تو کفر بھی مسلمانی میں تبدیل ہو جاتا ہے اور اگر دل میں عشق حقیقی کی تڑپ نہ ہو تو کسی مسلمان اور کافر و ملحد میں کوئی فرق باقی نہیں رہتا۔ یہ عشق ہی ہے جو ایک مسلمان اور کافر میں حد فاصل قائم کرتا ہے۔ اقبال نے فرمایا:

اگر ہو عشق تو ہے کفر بھی مسلمانی
نہ ہو تو مرد مسلماں بھی کافر و زندیق[13]

پانچواں باب "بایزید بسطامی" ہے۔ اللہ کی محبت میں فنا ہو کر بقائے دوام حاصل کرنے والے یہ فلسفی، عشق رسول میں کامل تقلید کے حامل تھے۔ اقبال حضرت بایزید بسطامی کے مسلک عشق اور ان کی اتباع رسولؐ سے بے حد متاثر تھے اور انہوں نے عشق حقیقی کو ہی حاصل زندگی قرار دیا۔ بال جبریل میں اقبال نے فرمایا:

شوکت سنجر و سلیم تیرے جلال کی نمود

فقر جنید و بایزید، تیرا جمال بے نقاب[14]

چھٹا باب "جاوید نامہ" ہے۔ بلاشبہ یہ اقبال کا عظیم شاہکار ہے اس کے اعلیٰ تخیل اور عمدگی کی وجہ سے اسے کلاسک کا درجہ حاصل ہے۔ اقبال مولانا رومی کی معیت میں، مختلف سیارگان کی سیر کرتے ہیں اور وہاں تاریخ کی ان عظیم شخصیات سے ملاقات کرتے ہیں جو اپنی گفتگو میں ازلی اہمیت کے حامل مسائل کی عقدہ کشائی کرتی ہیں۔ اقبال کے اس عظیم شاہکار کو اگر "مشرق کا طربیہ خداوندی" کہا گیا ہے تو یہ بالکل درست ہے۔

ساتواں باب "حسین بن منصور الحلاج" ہے۔ "انا الحق" کا نعرہ لگانے کی وجہ سے ان کو تختہ دار پر لٹکا دیا گیا۔ اس لیے تصوف کی دنیا میں وہ ایک متنازع شخصیت قرار پائے۔ ان کی مشہور زمانہ تصنیف "کتاب الطواسین" ہے۔

آٹھواں باب "شہاب الدین سہروردی" ہے۔ آپ ایک ایرانی فلسفی تھے اور ایرانی مکتب تجلیات کے بانی تھے۔ آپ نے سلوک و عرفان کی ساری منازل طے کی تھیں۔ مشرق و مغرب کے تمام فلسفی ان کو قدیم ایرانی عقل و خرد کو از سر نو زندہ کرنے والا شمار کرتے ہیں۔ وہ سلسلہ سہروردیہ کے بانی اور مشہور بزرگ تھے۔

نواں باب "حکیم سنائی غزنوی" ہے۔ صوفیانہ شاعری کی باقاعدہ ابتدا حکیم سنائی غزنوی نے کی۔ اقبال حکیم سنائی کے افکار و خیالا ت اور ان کی شاعری سے بہت متاثر تھے۔ اقبال نے فرمایا:

سما سکتا نہیں پہنائے فطرت میں مرا سودا

غلط تھا اے جنوں شاید ترا اندازہ صحرا[15]

دسواں باب "محی الدین ابن عربی" ہے۔ ابن عربی دنیائے اسلام کے ایک معروف صوفی، عارف، محقق اور فلسفی تھے۔ اسلامی تصوف میں آپ "شیخ اکبر" کے نام سے معروف ہیں۔ "نظریہ وحدت الوجود" کی وجہ سے اقبال اور ابن عربی کے خیالات میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اقبال نے "اسرارِ خودی" میں اس کا اظہار کیا ہے۔

گیارہواں باب "مثنوی جلال الدین رومی" ہے۔ اقبال قرآن مجید کے بعد سب سے زیادہ مثنوی مولانا روم سے متاثر تھے۔ مولا ناروم سے عقیدت کا یہ راز بھی ہے کہ وہ شاعری کی دنیا میں سب سے منفرد ہیں۔ ان کے افکار اسلام کی روشنی سے منور ہیں۔ ان کا سلسلہ نسب حضرت ابو بکر صدیق سے جاملتا ہے ان کے بارے میں اقبال نے فرمایا:

نہ اٹھا پھر کوئی رومی عجم کے لالہ زاروں سے

وہی آب و گلِ ایراں وہی تبریز ہے ساقی[16]

بارہواں باب "برصغیر پاک و ہند میں رومی کی تعلیمات کے اثرات" ہے۔ رومی ہماری اسلامی تعلیمات کے امین ہیں اور ان کی تعلیمات انسان کی دنیوی و اخروی زندگی کو سنوارنے کا ذریعہ ہیں۔ اقبال مولانا رومی کو اپنا روحانی پیر و مرشد مانتے تھے۔ اقبال نے اپنے خطبے میں رومی کے بارے میں یوں اظہارِ خیال کیا۔

"دراصل عصر حاضر کو آج ایک رومی کی ضرورت ہے جو دلوں کو زندگی، امید اور ذوق و شوق کے جذبا ت سے بھر دے۔"[17]

تیرھواں باب "شیخ محمود شبستری" ہے۔ یہی وہ صوفی شاعر ہیں جنہوں نے "گلشن راز" تصنیف کی تھی۔ اقبال بھی شیخ محمود شبستری سے بے حد متاثر ہیں۔ انہوں نے "گلشن راز" سے متاثر ہو کر اسی طرز پر "گلشن راز جدید" لکھی۔

مولانا شبلی نعمانی نے ان کی کتاب "گلشن راز" کو تصوف کی ایک بہترین تصنیف کا درجہ دیا ہے۔

چودھواں باب "قرۃ العین طاہرہ" ہے۔ اس کا اصل نام زریں تاج تھا۔ طاہرہ نے بابی مذہب اختیار کر لیا تھا۔ اس لیے بابی مذہب کے بانی علی محمد باب نے اسے طاہرہ اور سید کاظم رشتی نے اسے قرۃ العین کا لقب دیا۔ وحید الزماں نے اس ضمن میں یوں لکھا ہے۔

> "وہ ایک ایرانی شاعرہ تھی۔ علم و دانش، فہم و تدبر اور شعر و سخن میں ملکہ رکھتی تھی۔ اگرچہ اقبال اس کی شاعری سے متاثر ہوئے مگر جاوید نامہ میں اس کا ذکر ان بے چین روحوں میں کیا ہے جو جنت تک تو نہیں پہنچ سکیں مگر حیات جاوید پا گئیں۔"[18]

پندرھواں باب "غالب" ہے۔ غالب برصغیر پاک و ہند کے ایک عظیم شاعر اور نثر نگار تھے۔ ان کا فارسی اور اردو کلام لافانی اہمیت کا حامل ہے ان کے کلام میں جدت و ندرت، خیالات کا تنوع اور تخیل کی رشک آمیزی پائی جاتی ہے اقبال ان سے متاثر ہوئے اور انہیں اپنی شاعری میں خراج تحسین پیش کیا ہے۔

سولھواں باب "اقبال پر غالب کے اثرات" ہے۔ غالب ایک نابغہ روزگار شخصیت تھے۔ ان کی آفاقی اور عالمگیر سوچ نے اقبال کو فکری پختگی عطا کی، ان کے کلام کو کلاسیکیت کا درجہ حاصل ہے۔ اقبال نے ان کے افکار، ان کے کلام اور ان کی جدت طبع سے اثرات قبول کیے۔ بلاشبہ وہ اردو ادب کے ایک لافانی شاعر تھے۔

سترھواں باب "اقبال اور نظریہ عقل" ہے۔ اقبال کے نظریات میں عقل و عشق دونوں ہی اہم ہیں مگر عشق کو عقل پر برتری حاصل ہے۔ عقل اسباب و علل کی تلاش میں سرگرداں رہتی ہے۔ اور یہ شکوک و شبہات کو جنم دیتی ہے۔ عقل سوچنے اور مزید سوچنے کی متمنی ہوتی ہے اور عقل بیم ورجا کی کشمکش میں گرفتار رہتی ہے۔ مگر عشق اپنے عزم و یقین کی بدولت حقیقت کی جانب محو پرواز رہتا ہے اور ایک ہی جست میں مرحلہ شوق کو طے کر لیتا ہے۔

اقبال نے اسکی وضاحت یوں کی ہے۔

عقل و دل و نگاہ کا مرشدِ اولین ہے عشق!
عشق نہ ہو تو شرع و دیں بتکدہ تصورات[19]

وحید الزماں طارق اس کتاب میں بیان کرتے ہیں کہ اقبال نے مشرق و مغرب کے تمام فلسفیوں کے بارے میں بڑا عمیق مطالعہ کیا تھا لہٰذا ان کے افکار سے متاثر بھی ہوئے مگر اقبال نے کہیں بھی ان کو من و عن تسلیم نہیں کیا اور اپنا منفرد اور الگ فلسفہ حیات پیش کیا۔ اقبال نے مسلم صوفیا کی طرف سے جو اثرات قبول کیے ہیں، ان سے صرف اتفاق ہی نہیں کیا بلکہ بعض مسائل پر اختلاف بھی کیا ہے۔ یہی دراصل مشاہدہ حق ہے اور یہی ایک فلسفی شاعر اور دیدہ بینا رکھنے والے دانشور کی مصلحانہ کاوش ہے۔

"اقبال: نقش ہائے ہفت رنگ"

"اقبال: نقش ہائے ہفت رنگ" ڈاکٹر وحید الزماں طارق کی ایسی کتاب ہے جس میں پاکستانی قوم اور خاص کر اقبالی ادب سے دلچسپی رکھنے والے لوگوں کے لیے بہت سارے سوالات کے جوابات موجود ہیں۔ یہ کتاب متعدد موضوعات کے حوالے سے مکمل رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ 418 صفحات پر مشتمل یہ کتاب اقبالیات کے ضمن میں نہایت وقیع مقام رکھتی ہے۔ اسے کتاب سرائے عکس پبلی کیشنز لاہور نے 2022ء میں شائع کیا۔ وحید الزماں طارق نے اس کتاب میں فکر اقبال کے بہت سے گوشوں کو اپنے خوبصورت، سادہ اور عام فہم انداز سے منور کیا ہے۔ "شاہین نوجوانوں کو اقبال کا پیغام"، "اقبال کے ہاں ساقی کا ذکر"، "اقبال کا اردو ساقی نامہ"، "اقبال کی ارتقائے فکر"، "خودی کی تکمیل میں فقر کے علاوہ ایمان اور ایقان کی اہمیت"، "اقبال کے اشعار میں ظاہر اور باطن کی بحث"، "برطانیہ میں میگنا کارٹا"، "اسلام میں قانون سازی کی ضرورت"، "مساوات انسانی کا

تصور"، "نسلی تفاخر کا خاتمہ"، "لاقانونیت کا خاتمہ"، "ہدایت سے آگہی کا حق"، "فقہا کا ذہنی جمود"، "ایک مقلد سے مجتہد"، "اقلیتوں کے حقوق اور دو قومی نظریہ"، 'اجتہاد کی اہمیت"، "قانون کی اطاعت اور قانون کی حکمرانی"، "نعت ہائے حجازی" اور "قلندر کون ہے"؟ جیسے اہم موضوعات کو اقبال کی فکر کے ضمن میں نسل نو تک منتقل کرنے کے لیے وحید الزماں نے قلم فرسائی کی ہے۔ڈاکٹر ہارون الرشید تبسم اس ضمن میں یوں رقم طراز ہوتے ہیں:

> "بریگیڈیئر (ر) پروفیسر ڈاکٹر وحید الزماں طارق عصر حاضر میں مبلغ اقبال کا درجہ رکھتے ہیں۔ افکار اقبال کے ہفت رنگ ان کی شخصیت میں موجود ہیں۔ "اقبال: نقش ہائے ہفت رنگ" تحریر کر کے انہوں نے اپنا فرض، قرض کی طرح ادا کر دیا ہے۔ سیف و قلم کا حسین امتزاج اس کتاب کا خاصہ ہے۔ اقبال شناسوں کے لیے ان کا نام سالار کارواں کی حیثیت رکھتا ہے۔"[20]

وحید الزماں طارق عصر حاضر میں اقبالیات کا ایک بڑا معتبر حوالہ ہیں۔انہوں نے فکر اقبال کی ترویج و تفہیم کے لیے اپنی زندگی وقف کر رکھی ہے اور آج وہ اقبالیات کا بلند اور روشن ستارہ بن کر اقبالیاتی افق پر جگمگا رہے ہیں۔ وہ فصاحت و بلاغت کے بے تاج بادشاہ ہیں انہوں نے اقبال و اقبالیات سے عقیدت و محبت کے سلسلے میں اپنی فکر سے ایسا محل تیار کیا ہے جہاں لفظوں کی گونج بازگشت کی صورت میں سنائی دے رہی ہے۔ انہوں نے اقلیم عشق سے فکر اقبال کے پنہاں گوشوں کو پاکستانی قوم تک پہنچانے میں ایک شاندار کردار ادا کیا ہے.ڈاکٹر محمد رمضان اس حوالے سے اپنی رائے کا اظہار یوں کرتے ہیں:

> "اقبال: نقش ہائے ہفت رنگ "ایک ایسی اقبالیاتی قوس قزح ہے جس میں افکار اقبال کے حوالے سے ہر رنگ ایک دوسرے کے ساتھ منسلک نظر آتا ہے انہوں نے کمال فن سے اس قوس قزح میں فکر اقبال کے قیمتی نگینے جڑ دیئے ہیں جن کی آب و تاب کبھی ماند نہیں پڑے گی۔"[21]

خلاصۂ بحث

بریگیڈیئر (ر) پروفیسر ڈاکٹر وحید الزماں طارق نے اقبال کے حکیمانہ افکار سے آنے والے کل کے لیے بہت سا خزینہ محفوظ کر دیا ہے وہ فارسی زبان و ادب کا ایک توانا حوالہ بن چکے ہیں۔ وہ اقبال کے فارسی کلام کے حافظ ہیں۔ وہ اقبال کے اردو و فارسی کلام کی مختلف پرتیں کھولتے اور ان کے نئے نئے معانی اور مفاہیم بیان کرتے ہیں۔ ان کی علمی و ادبی شعاعیں ہر سو نظر آتی ہیں۔ اقبال کے پیغامات کو نئی نسل تک پہنچانا ان کا نصب العین ہے۔ وہ علم و ادب بالخصوص اقبال شناسی کا ایک ایسا معتبر نام ہیں۔ کہ وطنِ عزیز میں اقبال شناسوں کی فہرست ان کے نام کے بغیر نامکمل نظر آتی ہے ان کے اندر شوق علم بھی ہے اور ذوق تحقیق بھی۔ وہ شاہین صفت اور پاکستان کے جانباز مجاہد ہیں وہ جس عزم کے ساتھ میدان مطالعہ و جستجو میں وارد ہوتے ہیں۔ وہاں اپنے جذبہ صادق کی تاثیر سے ہمیشہ رواں اور متحرک دکھائی دیتے ہیں۔ وہ اقبال کے پروانہ وار عقیدت مند ہیں اندرون و بیرون ملک اقبال شناسوں کی فہرست میں ان کا نام فخر سے لیا جاتا ہے۔ ان کی سخن شناسی، فہم شناسی اور اقبال شناسی کا ایک زمانہ قائل ہو چکا ہے۔ اقبالیات پر قلم فرسائی نے انہیں شہرتِ دوام عطا کی ہے۔

References

[1] Waḥeed al-Zamān Ṭāriq, *Kaptān kā Roznāmcha* (Lahore: Hurriat-e-Fiker Publications, 2021 AD),12.

[2] Waḥeed al-Zamān Ṭāriq, *Iqbāl: Naqash Haaey Haft Rang* (Lahore: Kitāb Sraaey Aks Publications, 2022AD), 15.

[3] Waḥeed al-Zamān Ṭāriq, *Ahl-e-Fāris ī i Fikri-o-Amli Meerās aur Allāma Iqbāl* (Lahore: Maktaba Khuddam al-Quran,2018AD), 127.
[4] Allāma Muhammad Iqbāl, *Bāng-e-Dra* (Lahore: Shaikh Ghulām 'Alī And Sons, 1982AD), 223.
[5] Tāḥira Sarwar, *Asakar-e-Pakistān kī Adabī Khidmāt* (Lahore: Saanjh Publications, 2013AD), 318.
[6] Ṭāriq, *Ahl-e-Fāris ī i Fikri-o-Amli Meerās aur Allāma Iqbāl* (Lahore: Maktaba Khuddam-ul-Quran,2018AD), 135.
[7] Ṭāriq, *Ahl-e-Fāris ī i Fikri-o-Amli Meerās aur Allāma Iqbāl* (Lahore: Maktaba Khuddam-ul-Quran,2018AD), 211.
[8] Allāma Muhammad Iqbāl, *Zarb-e-Kaleem* (Lahore: Maktaba-i-Danial, 2007AD), 108.
[9] Iqbāl, *Zarb-e-Kaleem* (Lahore:Maktaba-i-Dabial,2007AD), 137.
[10] Allāma Muhammad Iqbāl, *Bāl-e-Jibreel* (Lahore: Shaikh Ghulām 'Alī and Sons, 1987AD), 151.
[11] Fāteh Muhammad Malik, *Iqbal: Fiker-o-Amal* (Lahore: Sang-e-Meel Publications, 2009AD), 173.
[12] Waḥeed al-Zamān Ṭāriq, *Iqbal and the Sages of the East* (Lahore: Aiwan-e-'Ilm-o-Fann, 2020AD), 148.
[13] Ṭāriq, *Iqbal and the Sages of the East* (Lahore: Aiwan-E-Ilm-o-Fann, 2020AD), 148.
[14] Iqbāl, *Bāl-e-Jibreel* (Lahore: Shaikh Ghulām 'Alī and Sons, 1987AD), 113.
[15] Iqbāl, *Bāl-e-Jibreel*, 148.
[16] Iqbāl, *Bāl-e-Jibreel*, 171.
[17] Iqbāl, *Bāl-e-Jibreel*, 217.
[18] Ṭāriq, *Iqbal and the Sages of the East*, 228.
[19] Iqbāl, *Bāl-e-Jibreel*, 143.
[20] Ṭāriq, *Iqbāl: Naqash Haaey Haft Rang*, 214.
[21] Ṭāriq, *Iqbāl: Naqash Haaey Haft Rang*, 243.